دفع شبهة التضعيف فی حق شبيب بن سعيد

سلسلہ جواب الجواب

کچھ وضاحت:

ہم نے حدیث توسل عثمان بن حنیف بہت پہلے ہی ۴۲ صفحات پر مشتمل اس روایت کے تمام روایات کا مدلل جواب لکھ چکے ہیں اور انور راشدی صاحب اس پر مطلع ہوئے ہیں اور پھر انہوں نے ہمارے رد میں تحریر لکھی ہے

کیونکہ انہوں نے اس روایت پر ایسے اعتراضات نہیں کیے جو آج سے پہلے ہر غیر مقلد کرتا تھا یا ظہیر امن پوری صاحب نے ایک ویڈیو بنا کر اپنی طرف سے ایک جرح اس پر کی تھی خیر ہم نے ا س پر تمام اعتراضات کا مدلل رد پہلے لکھ چکے ہیں

لیکن ہم کو انور شاہ راشدی صاحب کی یہ تحریر جو انہوں نے اس روایت کی تضعیف کی کوشش میں لکھی ہے بہت سطحی ہے جس کو پڑھ کر ہم کو یہ افسوس ہوا جسکا جواب مدلل طریقے سے اور دلائل کثیرہ سے ہم پہلے دے چکے ان اعتراضات کو پھر نئے رنگ میں بار بار پیش کیا جا رہا ہے جبکہ کوئی علت ہے نہیں اس پر متعدد صفحات کالے کر کے زبردستی علت بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ ہونے والا نہیں بر حال اس بار ہم بھی انکے اعتراضات کو کچھ اور مدلل طریقے رد کرینگے کہ جو اعتراضات عمومی طور پر یہ پیش کرتے ہم اسکو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں تاکہ ن نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری

پہلے ہم روایت کی سند کو پیش کرتے ہیں جسکو امام یعقوب بن سفیان الفسوی بیان کرتے ہیں:

113- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بن جعفر، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ , عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَديني، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ , عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ رَجُلاً كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عثمان بن عفان في حاجة , فَكَانَ عُثْمَانُ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ , وَلاَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ , فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ , فَشَكَا ذَلِكَ إِلَيْهِ , فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتوَضَّأْ , ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ , ثُمَّ قُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّي مُحمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي تقضي حَاجَتِي , تَذْكُرُ حَاجَتَكَ , ثم رح حَتَّى أَرُوحَ , فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ , فَصَنَعَ ذلك , ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بن عفان، فجاء البواب، فأخذ بيده فأدخله على عثمان , فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ , فقَالَ له: حَاجَتُكَ؟ [7/أ] فَذَكَرَ له حَاجَتَهُ , فَقَضَاهَا، ثم قَالَ ما فهمت حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَة، وقال انظر مَا كَان لَكَ مِنْ حَاجَةٍ ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِي عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ، فقال له: جزاك الله خيرًا، ما كان ينظر في حاجتي، ولا يلتفت إلي حتى كلمته، فقال عثمان بن حنيف: ما كلمته ولكني سَمِعْتُ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجاءَه

ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَتَصْبِر؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثم قل اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّي مُحَمَّدٍ، نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي، فَيجْلِي لي بَصَرِي، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِي فِي نَفْسِي، فقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: فَوَاللَّهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضرر قَطُّ.

ایک شخص سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی ضرورت میں آیا کرتا تھا اور عثمان رضی اللہ عنہ (مشغولیت کی وجہ سے) اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور اس کی ضرورت میں غور نہ فرماتے۔ وہ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: لوٹا لاؤ، وضو کرو، پھر مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو :

اللھم ! إني أسئلک، وأتوجه إليک بنبينا محمد صلي الله عليه وسلم نبي الرحمة، يا محمد ! إني أتوجه إلي ربي، فيقضي حاجتي .

یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ میری ضرورت کو پورا کر دے۔ پھر اپنی ضرورت کو اللہ کے سامنے رکھ دو،

پھر میرے پاس آ جاؤ تا کہ میں تمہارے ساتھ چلوں۔ اس شخص کی ضرورت پوری ہوئی۔ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہی دعا ایک نابینا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تو اس کی بینائی لوٹ آئی

(مشيخة يعقوب بن سفيان الفسوي، برقم:113)

❖ اسکو امام طبرانی نے بھی بیان کیا جسکی سند یہ ہے :

508 - حَدَّثَنَا طَاهِرُ بْنُ عِيسَى بْنِ قَيْرَسَ الْمُقْرِي الْمِصْرِيُّ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ "

(المعجم الکبیر للطبرانی برقم : 508)

اس روایت کو امام الفسوی نے شبیب بن سعید کے بیٹے احمد بن شبیب بن سعید کے طرقی سے بیان کیا ہے ا

اور امام طبرانی نے ابن وہب کے طریق سے شبیب بن سعید سے بیان کیا ہے یعنی اس روایت کو بیان کرنے میں ابن وھب منفرد نہیں ہے شبیب بن سعید سے

اس روایت پر راشدی صاحب کا پہلا اعتراض درج ذیل تھا

اس روایت میں مخور قصہ ضعیف اور ناقبل اعتبار ہے اس میں وجہ ضعف شبیب بن سعید یعنی عبداللہ بن وھب مصری کے استاد ہیں

امام علی بن مدینی کی رائے:

امام ابن عدی اپنی سند سے امام علی بن مدینی کا قول نقل کرتے ہیں:

حدثنا ابن العراد، حدثنا يعقوب بن شيبة سمعت علي بن المديني يقول شبيب بن سعيد بصري ثقة كان من أصحاب يونس كان يختلف في تجارة إلى مصر وكتابه كتاب صحيح قال علي وقد كتبتها عن ابنه أحمد بن شبيب.

شبیب بن سعید ثقہ ہے اور یونس کے اصحاب میں سے تھے، آپ کا تجارت کے سلسلے میں مصر آنا جانا تھا، آپ کی کتاب صحیح ہے۔ جس کو میں نے آپ کے بیٹے احمد بن شبیب سے لکھا ہے

ابن عدی کا کلام:

شبيب بن سعيد الحبطي أبو سعيد التميمي.

حدث عنه بن وهب بالمناكير وحدث شبيب عن يونس، عن الزهري نسخة الزهري أحاديث مستقيمة.

شبیب بن سعید حبطی ابو سعید تمیمی، اس سے ابن وھب نے منکر احادیث بیان کی ہیں اور شبیب کے پاس زہری کا نسخہ تھا وہ روایت کیا کرتا وہ محفوظ ہے

نیز فرماتے ہیں:

ولشبيب بن سعيد نسخة الزهري عنده عن يونس، عن الزهري وهي أحاديث مستقيمة وحدث عنه بن وهب بأحاديث مناكير وحدثني روح بن القاسم الذي املیتهما يرويهما بن وهب، عن شبيب بن سعيد وكان شبيب إذا روى عنه ابنه أحمد بن شبيب نسخة يونس، عن الزهري إذ هي أحاديث مستقيمة ليس هو شبيب بن سعيد الذي يحدث عنه بن وهب بالمناكير الذي يرويها عنه ولعل شبيب بمصر في تجارته إليها كتب عنه بن وهب من حفظه فيغلط ويهم وأرجو ان لايتعمد شبيب هذا الكذب.

شبیب کے پاس زہری کا بروایت یونس ایک نسخہ تھا، جس کی مروی احادیث قوی ہیں، اور ابن وھب نے اس سے منکر احادیث بیان کی ہیں، شبیب سے جب اسکا بیٹا احمد زہری کا نسخہ روایت کرے تو وہ احادیث قوی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیب نہین جس سے ان وھب منکر احادیث بیان کرتا ہے، ممکن ہے شبیب مصر میں جب بغرض تجارت گئے تھے تب وہاں اس سے ابن وھب نے احادیث سن کر بعد میں کی ہو، جنہیں شبیب اپنے حافظسے سے بیان کرنے کی کوشش کی اور وھم اور غلطی کا شکار ہوئے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نے عمدا یہ غلط احادیث بیان نہیں کی ہیں

اسکے بعد راشدی صاحب ان عبارات سے ایک اپنا مفہوم کشید اکرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

شبیب کے پاس زہری کا نخاسہ تھا جسے وہ اپنے شیخ یونس کے طریق سے سے روایت کرتے تھے اور یہ نسخہ شبیب سے اسے بیٹے احمد اس نسخہ سے روایت کرے تو اس نسخہ کی احادیث صحیح و قوی ہوتی ہیں

کیونکہ ایسی صورت میں شبیب کتاب سے روایت کرتے ہیں

(کتاب سے بیان کرنے میں حفظ و ضبط کی کوئی شرط نہیں) البتہ شبیب جب مصر میں بغرض تجارت گے تو اس نے اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیں

اور وہاں اسے ابن وھب نے بھی سماع کیا مگر شبیب کے حافظے میں خلل ہونے کی وجہ سے اس سے منکر احادیث بیان ہو گئیں

پھر اس سارے مضمون کو لکھنے کے بعد جناب دو باتیں بیان کرتے ہیں راشدی صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ شبیب سے عبد اللہ بن وب بیان کرے تو وہ احادیث منکر ہوتی ہیں

۲۔ شبیب زیری سے بروایت یونس جو نسخہ بیان کرتے تھے اس سے اسکی بیٹے احمد کیا وہ احادیث قوی ہیں

پھر خلاصہ لکھتے ہیں کہ اس سے سیدھی سی بات ہے شبیب کے حافظے میں خلل تھا جب کتاب سے بیان کریگا اسکا بیٹا نسخہ زہری کا وہ صحیح ہے باقی ضعیف اور نا قبل احتجاج ہے

پھر ابن مدینی کی صریح توثیق پر کچھ فاسد استدلال وارد کیے جسکا جواب اب ہم پیش کرتے ہیں:

الجواب:(اسد الطحاوی)

سب سے پہلے تو انہوں نے یہ اصولی غلطی کی ہے کہ شبیب بن سعید پر تمام محدثین کی رائے بیان نہیں کی فقط ابن عدی کی کتاب سے امام مدینی کی توثیق نقل کی

اور پھر امام ابن عدی کا کلام نقل کر کے ابن مدینی کی صریح توثیق اور کتب کی تصحیح سے یہ باطل مطلب نکالا کہ سوائے کتب کے اس میں غلطی ہوتی ہے حافظے سے

اور اپنے اس موقف کو بیان کرنے کے لیے انکو باقی تمام محدثین سے شبیب بن سعید پر انکی رائے نہ لکھنے میں عافیت سمجھی تا کہ انکا کشیدہ کیا گیا من پسند مطلب پر کسی طریقے سے آنچ نہ آئے اور لوگوں کی نظر میں انکا موقف کمزور نہ پڑ جائے تو پہلے

ہم اصول کے تحت شبیب بن سعید پر محدثین کی آراء کو پیش کرتے ہیں

سب سے پہلے ہم بھی امام ابو حاتم اور امام ابو زرعہ سے اسکی توثیق پیش کرتے ہیں :

1572 - شبيب بن سعيد أبو سعيد التميمي والد أحمد بن شبيب بن سعيد البصري روى عن روح بن القاسم ويونس بن يزيد ومحمد بن عمرو روى عنه عبد الله بن وهب وابنه أحمد بن شبيب بن سعيد سمعت أبي يقول ذلك وسألته عنه فقال: كان كتب يونس بن يزيد **وهو صالح الحديث، لا بأس به**.

نا عبد الرحمن قال سمعت أبا زرعة يقول: شبيب بن **سعيد لا بأس به، بصري كتب عنه ابن وهب بمصر**.

(الكتاب:الجرح والتعديل)

المؤلف: أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى:327هـ)

امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ اس کے پاس یونس کی کتاب تھی اور یہ صالح الحدیث اور لا باس بہ ہے یعنی اس میں کوئی حرج نہیں (حفظ وضبط کے لحاظ) سے

اور

امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے ہیں شبیب بن سعید میں کوئی حرج نہیں (ضبط وعدالت کے اعتبار سے) انہوں نے بھی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ انکے پاس تھی تو کیا یہاں بھی جناب یہی باطل مطلب مراد لینگے کہ چونکہ کتاب کا ذکر آگیا تو لا باس بہ ضبط پر نہیں؟

امام ابو حاتم ہیں جو متشدد اور متعنت ہیں

امام ذھبی سے گواہی پیش کرتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں :

چناچہ امام ذھبی اپنی آخری تصنیف سیر اعلام النبلاء میں امام ابو حاتم کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

إذا وثق أبو حاتم رجلا فتمسك بقوله، فإنه لا يوثق إلا رجلا صحيح الحديث، وإذا لين رجلا، أو قال فيه: لا يحتج به، فتوقف حتى ترى ما قال غيره فيه، فإن وثقه أحد، فلا تبن على تجريح أبي حاتم، فإنه متعنت في الرجال (1) ، قد قال في طائفة من رجال (الصحاح) : ليس بحجة، ليس بقوي، أو نحو ذلك.

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲٦۰)

امام ذھبی فرماتے ہیں: جب امام ابو حاتم کسی رای کی توثیق کریں تو ان کے قول کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ وہ صحیح الحدیث راوی کی ہی توثیق کرتے ہیں اور جب وہ کسی راوی پر جرح کریں یا اسکے متعلق یہ کہیں کہ اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی، تو اکے قول سے اعراض کرو حتی کہ تم یہ دیکھ لو کہ دوسرے محدثین اس راوی کے بارے کیا کہتے ہیں تو اگر اس راوی کو کسی نے ثقہ کہا ہے تو ابو حاتم کی تجریح کی طرف دھیہان مت دو

کیونکہ وہ ہر رجال کے معاملے میں متعنت (متشدد) ہیں اور انہوں نے صحین کے رجال کے ایک گروہ کے متعلق کہا ہے کہ یہ حجت نہیں ہے، یا وہ قوی نہیں ہے اس کے مانند الفاظ۔۔۔

دوسری توثیق متشدد ناقد امام دارقطنی سے:

، شَبِيبَ بْنَ سَعِيدٍ الْبَصْرِيَّ، **وَهُوَ ثِقَةٌ**.

وَرَوَاهُ عَنْ شَبِيبٍ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ.

(الکتاب: تعليقات الدارقطني على المجروحين لابن حبان)

تیسرے متشدد ناقد امام ابن حبان سے توثیق:

13614 - شبيب بن سعيد الحبطي أبو سعيد من أهل مصر يروي عن محمد بن عمرو ويونس بن يزيد الأيلي روى عنه بن وهب وابنه أحمد بن شبيب وهو الذي يروي عن شعبة وروح بن القاسم

(الثقات، ابن حبان)

امام طبرانی سے توثیق:

شبيب بن سعيد **وهو ثقة**

(المعجم الكبير للطبرانی، برقم:508)

امام حاکم سے توثیق:

شبيب بن سعيد **وهو ثقة مامون**

(المستدرک الحاکم)

مزید توثیق کرنے والے امام درج ذیل ہیں جسکو امام ابن حجر نے مقدمہ ہد الساری میں درج کیا ہے:

۔۔۔ شبیب بن سعید ابو الحبطی ابو سعید البصری

وثقہ ابن المدینی و ابو زرعہ، و ابو حاتم و نسائی و الدارقطنی و الذھلی،

امام نسائی (متشدد) نے توثیق کی اور امام لذھلی نے بھی

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری)

اور امام ذھبی نے مستدرک میں شبیب کی بغیر یونس کے زہری کے نسخے والی روایات کو صحیح علی شرط بخاری کی تصریح کے ساتھ توثیق کی ہے

(مستدرک برقم 1930 اور 1929)

اور دیگر کتب میں بھی

اورامام ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے کچھ غیر مقلدین کی طرف سے ابن حجر کا ابن عدی کا کلام کو فقط نقل کرنے کو اپنی دلیل بناتے ہیں تو اسکا رد بھی پیش کر دیتے ہیں:

امام ابن حجر عسقلانی نے جمہور محدثین کی توثیق کی وجہ سے امام ابن عدی کی جرح کو نا صرف رد کیا ہے بلکہ امام ابن عدی کی جرح کو بلا دلیل کہہ کر رد کیا ہے

جیسا کہ تقریب التہذیب میں امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

" . لا باس بحديثه من رواية ابنه أحمد عنه، لا من رواية ابن وهب

اس کی جو روایات اس کے بیٹے سے مروی ہیں، ان میں کوئی خرابی نہیں، اور نہ ہی ابن وہب سے اس کی جو روایات مروی ہیں، ان میں۔" (تقریب التھذیب:2739)

امام ابن حجر نے امام ابن عدی کی ابن وہب سے روایات کو منکر ہونے کی نفی کرتے ہوئے صریح طور پر رد کیا ہے اور کہا ابن وھب کی بھی شبیب سے روایت میں کوئی حجر نہیں

اور تقریب امام ابن حجر نے ہدی الساری کے مقدمے کے بعد لکھی ہے جیسا کہ تقریب میں ایک راوی کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

كما أوضحته بأدلته في المقدمة على شرح البخاري

کہ اس (راوی) کی وضاحت میں نے شرح البخاری کے مقدمے میں بیان کی ہے یعنی ھدی الساری میں

(تقریب التہذیب برقم ۶۴۲۲)

تقریب التہذیب امام ابن حجر عسقلانی کی تہذیب کا اختصار ہے

اور لسان المیزان میں بھی امام ابن حجر عسقلانی نے امام ابن عدی کی جرح کو رد کیا ہے

امام ابن حجر لسان میں ایک فصل قائم کرتے ہیں اور اس میں فقط راویان کے نام کے ساتھ ۳ قسم کے صیغوں میں سے ایک استعمال کر کے اپنا فیصلہ بیان کرتے ہیں

]مفتاح رموز الأسماء التي حذف ابن حجر ترجمتها من الميزان اكتفاءً بذكرها في تهذيب الكمال[

رموز التهذيب: (خ م س ق د ت ع 4 خت بخ ف فق سي خد ل تم مد كن قد عس)،

ثم (صح) أو (هـ):

-(صح): ممن تكلم فيه بلا حجة.

-(هـ): مختلف فيه والعمل على توثيقه.

-ومن عدا ذلك: ضعيف على اختلاف مراتب الضعف.

-ومن كان منهم زائدا على من اقتصر عليه الذهبي في "الكاشف" ذكر ابن حجر ترجمته مختصرة لينتفع بذلك من لم يحصل له تهذيب الكمال.

یعنی جب کسی راوی کے نام کے ساتھ (صح) کا صیغہ استعمال کرینگے تو وہ ایسا راوی ہو گا جسکے بارے میں فرماتے ہیں ممن تکلم فیہ بلا حجتہ

یعنی اس راوی کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے تکلم کیا گیا ہے

دوسرا صیغہ ہے (ھ-) جب ایسا راوی جسکی تعدیل اور جرح دونوں ہون لیکن جرح مفسر نہ ہو اور اسکی تعدیل کی طرف فیصلہ ہو گا امام ابن حجر کا اور وہ راوی صدوق یا حسن الحدیث ہو گا

اور باقی جس راوی کے نام کے ساتھ کوئی حرف ہو گا تو وہ اسکی تضعیف کے مختلف مراتب کے مطابق ہو گا

اب دیکھتے ہیں امام ابن حجر نے شبیب بن سعید کو کس طبقے کا رکھا ہے؟

1116 - خ خد س , (صح) شبيب بن سعيد الحبطي (2: 262/ 3658)

یعنی امام ابن حجر نے اسکو ان روایان میں شمار کیا ہے جس پر تکلم بغیر کسی حجت و دلیل کے کیا گیا ہے اور یہ زبردست ثقہ راوی ہے

اب ہم امام ابن حجر عسقلانی کا موقف تحقیقا بھی ثابت کرتے ہیں کہ ابن عدی کی جرح کا رد کیوں کیا اب آتے ہیں ابن عدی کے نقد پر جسکو راشدی صاحب نے اوپر پیش کیا تھا

امام ابن عدی کی شبیب بن سعید پر کی گئی جروحات کی حقیقت کا حال درج ذیل ہے:

عامی لوگ اس حصے کو سمجھنے میں مشکل کا شکار ہونگے تو امام ابن عدی کی شبیب بن سعید پر وھم کی جرح کا رد کیا گیا ہے دلائل سے کہ جن دو روایات کو امام ابن عدی نے منکر بیان کی شبیب کی ان میں وہ منفرد نہیں بلکہ انکے علاوہ وہ روایات اور اسناد سے ثابت ہیں

اور ایک روایت میں وھم ثابت کیا ہے تو ایک روایت میں وھم ہو جانا اس سے تو کوئی ثقہ سے ثقہ امام محفوظ نہیں بلکہ جس سند سے وھم بیان کیا ابن عدی نے اس میں خود ایک راوی ایسا موجود ہے جسکی ایک روایت کو امام ذھبی نے منکر جدا کہا ہے لیکن وہ بھی ثقہ راوی کو وھم ہونا اسکو ضعیف نہیں بناتا یہاں تک کہ اسپر کثیر الوھم یا کثیر الخطاء کی جرح مفسر نہ ہو یہی وجہ ہے امام ابن حجر یا امام ذھبی یا بعد والے کسی امام نے ان کے حفظ پر کوئی جرح نہیں کی

نہ ہی کسی نے یہ کتاب والی شرط لگائی ہے

امام ابن عدی الکامل میں جو اسناد بیان کر کے شبیب کی منکر روایات ثابت کرنے کی کوشش کی اسکی حقیقت درج ذیل ہے

پہلی روایت کو امام ابن عدی نے شبیب بن سعید کی منکر سمجھ کر بیان کی سابق بن ناجسیہ کے طریق سے لیکن اس میں شبیب بن سعید منفرد نہیں

حدثنا أبو العلاء الكوفي، حدثنا أحمد بن سعيد الهمداني (ح) وحدثنا موسى بن العباس، حدثنا يونس بن عبد الأعلى، قالا: حدثنا ابن وهب أخبرني أبو سعيد التميمي عن روح بن القاسم، عن أبي عقيل عن سابق بن ناجية، عن أبي سلام قال مر بنا رجل فقالوا إن هذا قد خدم النبي صلى الله عليه وسلم قال: فقمت إليه فقلت، حدثني شيئا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يتداوله الرجال بينك وبينه قال سمعته يقول: من قال حين يصبح وحين يمسي رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد نبيا كان حقا على الله أن يرضيه يوم القيامة

جبکہ یہ روایت شبیب بن سعید کی منکرات میں بالکل نہین بلکہ یہ متن دوسری سند سے ثابت ہے جیسا کہ امام نسائی اپنی السنن الکبری میں اپنی سند سے اس روایت کو بیان کرتے ہیں سابق بن ناجیہ سے

10324 – أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سَابَقِ بْنِ نَاجِيَةَ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ، قَالَ: مَرَّ بِنَا رَجُلٌ طُوَالٌ أَشْعَثُ، فَقِيلَ: إِنَّ هَذَا خَدَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: أَخَدَمْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: حَدِّثْنِي عَنْهُ حَدِيثًا لَمْ تَدَاوَلْهُ الرِّجَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: " مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: «رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

(السنن الکبری النسائی)

تو اس روایت کو شبیب کی منکر قرار دینا امام ابن عدی کی اصولی غلطی ہے

دوسری روایت جو انہوں نے پیش کی شبیب بن سعید کی منکر بنا کر شبیب بن سعید کی شعبہ کے طریق سے جو کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی سے عبد اللہ بن عکیم سے ہے

حدثنا الحسن بن علي بن سهل النيسابوري بمصر، حدثنا ياسين بن عبد الأحد، حدثنا أبي، عن يحيى بن أيوب، عن أبي سعيد البصري، وهو شبيب بن سعيد **عن شعبة** عن

الحكم عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن عبد الله بن عكيم قال جاءنا كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن في أرض جهينة إني كنت رخصت لكم في إهاب الميتة وعصبها فلا تنتفعوا بعصب، ولا إهاب.

سب سے پہلے اس سند میں یاسین بن عبدالاحد صدوق ہے لیکن اسکا والد مجہول ہے جسکی کوئی توثیق نہین کرتا سوائے ابن حبان کے جس سے اسکی عدالت کم سے کم ثابت تو ہوتی ہے لیکن اسکا ضبط کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے جیسا کہ امام ابن حبان فقط اتنا بیان کرتے ہیں اسکے بارے:

14213 - عبد الأحد بن أبي زرارة كنيته أبو زرعة من أهل مصر يروي عن يحيى بن أيوب حدثني محمد بن المنذر بن سعيد ثنا أبو اليمن ياسين بن عبد الأحد القتباني حدثني أبو زرعة عبد الأحد فذكره

(الثقات)

اور اس روایت میں بھی شبیب بن سعید منفرد نہیں بلکہ انکی متابعت حجاج بن محمد نے کرر کھی ہے شعبہ سے

امام ابو القاسم تمام الدمشقی اپنی تصنیف میں یہ روایت اس سند سے لاتے ہیں:

783 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَيْمُونِ، أبنا أَبُو سَعِيدٍ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَمِيلٍ، ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، **ثنا شُعْبَةُ**، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، أَنَّهُ قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي أَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: «أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ»

(فوائد تمام)

تو اسکا الزام امام ابن عدی کا شبیب پر لگانا کہ یہ روایت منکر ہے یہ بات تو بالکل ہی غلط ہے جبکہ حجاج بن مسلم شعبہ سے متابع ہیں سوائے متن میں معمولی تبدیلی کے ساتھ اور شبیب سے کوئی بھی ایک روایت سند صحیح سے ثابت نہیں

یہی رویت المعجم میں جو بیان کرتا ہے شبیب کی اس میں فضالہ بن فضل ضعیف ہے

اور ابن عدی کی سند میں عبد الاحد مجہول راوی موجود ہے اور امام ابن عدی اپنی سند میں الکامل میں متروک، غیر معروف روایان سے بیان کرنے میں معروف ہیں

لیکن امام ابن عدی اس روایت کو منکرات میں بیان کر رہے تھے جو کہ بالکل غلط ہے جبکہ امام ابو القاسم تمام نے متابع بیان کیا ہے شبیب کا شعبہ سے تو روایت بھی منکر ثابت نہ ہوئی

آخر میں امام ابن عدی ایک روایت بیان کر کے شبیب بن سعید کا وھم ثابت کرتے ہیں جیسا ایک روایت نقل کرتے ہیں شبیب کی الکامل میں

أخبرنا أبو العلاء الكوفي، حدثنا أحمد بن سعيد (ح) وحدثنا موسى بن العباس، حدثنا يونس، قالا: حدثنا ابن وهب قال وأخبرني أبو سعيد التميمي عن روح بن القاسم، عن عبد الله بن الحسن، عن أمه فاطمة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا دخلت المسجد فصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وقولي اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك، وإذا خرجت فصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وقولي اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب فضلك.

اس روایت پر امام ابن عدی شبیب کا وھم ثابت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

كذا قيل في هذا الحديث عن عبد الله بن الحسن، عن أمه فاطمة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإنما رواه غيره فقال عن عبد الله بن الحسن، عن أمه فاطمة بنت الحسين عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبو سعيد التميمي الذي لم يسمه بن وهب في هذين الحديثين هو شبيب بن سعيد.

امام ابن عدی کی عبارت کا مفہوم یہ ہے: کہ (شبیب) نے اس حدیث کو عبداللہ بن الحسن عن امہ فاطمہ کی سند سے بیان کرتے ہین

جبکہ انکے علاوہ باقی راویان عبداللہ بن الحسن عن فاطمہ بنت الحسین عن فاطمہ بن بنت رسول کے طریق سے بیان کرتے ہیں

یعنی شبیب نے حضرت فاطمہ بن رسول کا واسطہ گرا دیا

امام اابن عدی کی اس بات کو مان لیا جائے تو اس راوی کا وھم ثابت ہوتا ہے اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا اور ایسے وھم بڑے بڑے ثقہ ثبت روایان سے ہوتے رہے ہیں کتب علل بھری پڑی ہیں ایسی وھموں سے

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس سند سے امام ابن عدی نے وھم بیان کیا ہے شبیب کا اسی سند میں یونس بن عبد الاعلیٰ موجود ہیں جو خود ثقہ ہیں لیکن ان سے بھی منکر ورایت مروی ہوئی ہیں جسکو امام ذھبی نے منکر جدا قرار دیا ہوا ہے

جیسا کہ امام ذھبی نے انکی منکر روایت میزان میں بیان کی ہوئی ہے امام شافعی سے یہ بیان کرتا ہے اور اسکا تفرد ہے

- 9909 یونس بن عبد الاعلى [م، س، ق] ، أبو موسى الصدفى.

عن ابن عيينة، وابن وهب.

وعنه ابن خزيمة، وأبو عوانة، وخلق.

وثقه أبو حاتم، وغيره، ونعتوه بالحفظ والعقل، إلا أنه تفرد عن الشافعي بذاك الحديث:

لا مهدي إلا ابن مريم.

وهو منكر جدا.

(ميزان الاعتدال)

❖ خلاصہ تحقیق یہ ہے:

ابن عدی نے جو امام شبیب پر منکر روایات کا الزام لگایا وہ باطل ہے جبکہ انکی متابعت دیگر راویان نے کر رکھی ہے اور ایک روایت میں وھم بیان کیا ہے تو وھم ایک روایت میں ثابت ہونے سے راوی ثقاہت کے درجے سے کبھی نہیں گرتا ہے اور اسی سند میں ایک ثقہ راوی موجود ہے جسکی روایت کو امام ذھبی نے منکر جدا قرار دیا ہوا ہے

یہی وجہ ہے کہ امام ابن عدی کو خود بھی جرح کرنے میں کوئی یقین نہیں تھا بلکہ وہ خود بھی شک میں بتلا تھے:

جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں :

ولعل شبيب بمصر في تجارته إليها كتب عنه بن وهب من حفظه فيغلط ويهم وأرجو ان لا يتعمد شبيب هذا الكذب

ہو سکتا ہے کہ شبیب مصر میں تجارت کے سلسلے میں گیا ہو اور ابن وہب نے ان سے حافظے سے لکھا ہو اور شبیب کو وھم اور غلطی ہوئی ہو، ہم ان کو متہم نہیں کہتے

معلوم ہوا امام ابن عدی نے یہ بات مفروضے کی بنیاد پر کہی اور علم رجال میں شکوک اور مفروضوں پر مبنی باتیں نہیں چلتی وہ بھی جمہور ائمہ ناقدین بشمول متشدد و متعنت محدثین و ناقدین کے مقابلے میں

تو راشدی صاحب کا ابن عدی کی کلام جو اتنا لمبا چوڑا نقشہ کھینچا وہ سب بیکار ہے کیونکہ جس کو بنیاد بنا کر ابن عدی نے کلام کیا وہ دلیل ہی غیر ثابت ہے تو ساری جرح کی عمارت ہی زمیں بوس ہو گئی اور ساری جرح مبہم ثابت ہو گئی کیونکہ سبب غیر ثابت تھا یہی وجہ ہے امام ابن حجر عسقلانی نے ابن عدی کی جرح کو کوئی اہمیت نہیں دی جو کہ متقن ناقد و حافظ ہیں

اسکے بعد راشدی صاحب نے بھی امام ابن حجر کے کلام کو مشکوک ثابت کرنے کے لیے انکی متاخری و جدید تصنیف کا ذکر کیا تو وہ بھی بیکار گیا کیونکہ ہم اوپر ثابت کر آئے کہ امام ہدی الساری کے بعد تقریب لکھی اور واضح رد کیا ابن عدی کے کلام کا اور اسی طرح لسان المیزان میں بھی اپنے موقف پر قائم رہے

باقی ابن رجب پر جو بحث چھیڑی پھر اپنی دلیل کو خود ہی کمزور مان لیا محمود سعید ممدوح کے کلام کو نقل کر کے کیونکہ ابن رجب نے جو استدلال کیا وہ بھی ابن عدی کے کلام پر تھا اور ابن عدی کے کلام کی حقیقت ہم اوپر بیان کر آئے

اور جمہور محدثین کی توثیق کے سامنے ابن عدی کے کلام کی کوئی وقعت نہیں ہے

کیونکہ شبیب بن سعید کی توثیق کرنے والے درج ذیل امام ہیں:

جیسا کہ

1) امام علی بن مدینی

2) امام نسائی

3) امام ذھلی

4) امام ابو زرعہ

5) امام ابو حاتم

6) امام طبرانی

7) امام حاکم

8) امام بیہقی

9) امام ذھبی

10) امام ابن حجر

11) امام یوسف الصالحیی الشافعی

12) امام ابن مندیری

امام ہیثمی وغیرہ ہیں

ان سب کے نزدیک شبیب بن سعید ثقہ، ثقہ مامون، لا باس بہ اور صالح الحدیث ہے

توجب ابن عدی کی جرح ثابت نہیں تو انکی جرح پر مختلف قرائن اپنی طرف سے انکے پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس پر جواب دینا بلاوجہ تحریر کو طویل کرنے کا ہم کو شوق نہیں

کیونکہ رد ہم نے اصول پر کیا ہے

آخر میں انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت عثمان بن عفان اس شخص کی بات کیوں نہیں سن رہے تھے فلاں فلاں

تو عرض ہے یہ کوئی اصولی اعتراض بنتا نہین کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت عثمان بن عفان خلیفہ اور انتظام سنبھالنے والے تھے انسان کی کوئی بھی مصروفیت ہو سکتی ہے اور بڑی وجہ یہ کہ امام بیھقی نے بھی اس روایت کو قائم رکھا ہے اور انہوں نے بھی اسکے متن پر ایسا کوئی کلام نہیں کیا ہے

امید ہے ہماری تحریر کو اہل علم پڑھ کر انصاف سے دیکھیں گے تو ان شاء اللہ انکے سامنے بھی حق واضح ہو جائے گا

اللہ سب کو نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کے راستے پر چلنے کی توفیق دے بغیر کسی جماعتی تعصب کے

تحقیق: دعاگو اسد الطحاوی الحنفی البریلوی ۱۱ اپریل، ۲۰۲۰

(حصہ دوم جواب الجواب)

غیر مقلدین کے پیر صاحب کے باطل قیاس اور انکا رد

(بقلم: اسد الطحاوی الحنفی)

بسم اللہ پڑھ کر غیر مقلدین کے پیر صاحب نے جو تحقیق کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے اسکا اندازہ تو آپ کو ہماری پوسٹ پڑھنے کے بعد واضح ہو جائے گا لیکن ایک بات کہنی ضروری ہے کہ جو بھی محقق یا دیسی علل کا امام بننے کی خواہش رکھتا ہے اگر وہ تعصب، ضد، اور اپنے نفس پرستی میں چور ہو گا تو وہ دنیا کا جتنا بھی بڑا محدث کبیر، ہو اسکی تحقیق اسکو لے ڈوبتی ہے کیونکہ تعصب اور بغض و اناد انسان کے علم کو کمزور کر دیتا ہے اور وہ پھر ایسی ایسی منطق اور الفاظوں کا کھیل رچاتا ہے جس سے کچھ وقت کے لیے شاید اسکے اندھے مریدین تو یقین کر سکتے ہیں لیکن اہل علم لوگوں کی دنیا میں ایسے شخص کی اصلیت نکھر کر باہر آجاتی ہے اور یہی حال ان غیر کے مقلدین کے پیر صاحب کا ہے

انہوں نے اپنی اس آخری تحریر میں غلط بیانی اور دلائل کے برعکس اتنی شدید باتیں کی ہیں کہ ہم انکا مکمل موقف نقل کر کے رد کرنے کی بجائے سطر سطر انکار د کرینگے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے ایک ایک لائن پر اپنی پسند کی وجہ سے کس طرح باطل استدلال کیے ہیں

تو پیر صاحب کی عبارات نقل کرنے کے بعد الجواب لکھ کر میں اپنے نام سے موقف پیش کرتا جاونگا اور جہاں ضرورت پڑی وہاں دلائل اور عبارتیں بھی محدثین کی نقل کر دونگا

تو پیر صاحب لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

]شبیب بن سعید کے متعلق وضاحت[

مختلف فیہ راوی (یعنی یعنی جس کی توثیق وتضعیف میں ائمہ کے مابین اختلاف ہو) کے حوالے سے اصول میں یہ طے ہے کہ ایسی صورت میں قرائن کی طرف جایا جائے گا، قرائن اگر توثیق کی طرف اشارہ کریں تو راوی کی توثیق اور اگر ضعف کی طرف اشارہ کریں تو اس کی تضعیف کر دی جائے گی.

الجواب (اسد الطحاوی):

سب سے پہلے انہوں نے جو اپنی تحریر میں پہلی غلط بیانی کی وہ یہ کی کہ شبیب بن سعید کو مختلف فیہ بنایا

صرف ابن عدی اور انکے کلام پر ابن جب نے یہ بات لکھی اور ابن رجب کی مکمل تحقیق سے ان غیر کے مقلدین کو بھی اتفاق نہیں لیکن یہاں اپنی سوچ ہم پر ٹھونس رہے ہیں کہ نہیں ابن عدی کی جرح مانو

پیر صاحب کا کہنا ہے کہ

ا۔ابن عدی

۲۔ علی بن مدینی

ان دونوں کے کلام سے یہ ثابت ہے کہ شبیب کتاب کے علاوہ بیان کرے تو ضعیف ہے

ہم نے پچھلی تحریر میں ثابت کیا دلائل سے کہ ابن عدی نے اپنی الکامل میں شبیب کی دو منکر روایات بیان کی لیکن وہ روایات شبیب کی منکر تھیں ہی نہیں اسکے علاوہ وہ روایات ثابت ہیں

باقی ایک میں وھم ثابت کیا جبکہ اسکی سند میں بھی ایک ثقہ منکر روایت بیان کرنے والا راوی موجود ہے

اور تیسری بات:

ابن عدی کو الکامل میں وہ روایات نقل کرنی پڑی جو اصل میں تھی ہیں نہین منکر لیکن بقول ان پیر صاحب اور پوری جماعت اہل حدیث کے مطابق شبیب کی یہ روایت منکر ہے تو امام ابن عدی نے یہ روایت شبیب کے ترجمہ میں بیان کیوں نہ کی؟ انکو تو چاہیے تھا کہ پہلی روایت ہی یہی بیان کرتے شبیب کی کیونکہ یہ روایت زہری کے نسخے میں بھی نہیں اور روایت بھی ابن وھب کرتا ہے

یہ الگ بات ہے کہ احمد کے اور دوسرے راویان کے طریق سے بھی شبیب سے یہ روایت آتی ہے

تو پیر صاحب کے مقلدین کو چاہیے اپنے پیر سے پوچھیں کہ:

ا۔ابن عدی نے الکامل میں شبیب کی یہ توسل والی روایت کو منکر کے طور پر پیش کیوں نہ کیا ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اور یہ بھی پوچھیں کہ:

۲۔ابن عدی جس وجہ کو بنیاد بنا کر جرح کی جب وہ بنیاد ہی ثابت نہیں تو ابن عدی کی جرح کی کیا حیثیت رہہ گئی؟ آیا اب بھی وہ جرح بقول انکے مفسر ہے؟؟؟؟؟

اور جن لوگوں نے ابن عدی کے کلام پر حکم لگایا کیا انکا حکم بھی اب اپنی حیثیت رکھتا ہے ؟ جبکہ ابن عدی کا سبب جرح ہی غیر ثابت ہے ؟؟؟؟

اب آتے ہیں امام علی بن مدینی کے قول پر جسکو یہ صاحب اپنا آخری سہارا سمجھتے ہیں لیکن امام ابن مدینی کے قول کو ذبردستی اپنی دلیل کی طرف موڑنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں

پہلے امام ابن عدی کا کلام پیش کرتے ہیں:

سمعت علی بن المدینی یقول شبیب بن سعید بصری ثقة کان من أصحاب یونس کان یختلف فی تجارة إلی مصر و کتابه کتاب صحیح قال علی و قد کتبها عن ابنه أحمد بن شبیب.

علی بن مدینی فرماتے ہیں؛شبیب ن سعید یہ بصری ہے اور ثقہ ہے (یہ توثیق مطلق ہے)

یہ یونس کے اصحاب میں سے تھے یہ تجارت کے سلسلے میں مصر آتے جاتے تھے

اب جو اگلہ جملہ ہے جس پر پیر صاحب نے اپنے باطل قیاس کی عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی اسکے ایک حصے کو پکڑ لیا اور دوسرے حصے کو چھوڑ دیا

امام ابن مدینی آگے فرماتے ہین:

اور اسکی کتاب ہے جو صحیح ہے علی بن مدینی نے کہا کہ میں نے اسکے بیٹے احمد بن شبیب سے وہ لکھی ہے

اب امام ابن مدینی کے کلام میں دور دور تک ایسی بات نہیں کہ وہ ثقہ عدالت کے اعتبار سے کہہ رہے ہوں اور صحیح الکتاب کہنے کا مقصد یہ ہو کہ جب کتاب سے بیان کریں تب ثقہ ہے ورنہ نہیں بلکہ امام ابن مدینی نے امام شبیب کی کتاب کی توثیق اس لیے کی کیونکہ انہوں خود اس کتاب کو لکھا ہے انکے بیٹے کے واسطے سے

پیر صاحب کو یہ بات بھی شاید بھول گئی کہ کسی کو عدالت کے اعتبار سے ثقہ یا صدوق کہنا ہو تو اسکے لیے محدیث فی نفسی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں

بطور نمونہ ایک عبارت پیش کرتے ہیں کہ محدثین کس طرح تصریح کرتے ہیں جب کوئی راوی ضعیف حفظ کے اعتبار سے ہو اور عدالت میں سچا ہو اور کتاب صحیح ہو اسکی،

ایک راوی پر جرح کرتے ہوئے امام ہیثمی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں:

وفیه محمد بن جابر السحیمی وفیه کلام کثیر وهو صدوق فی نفسه صحیح الکتاب ولکنه ساء حفظه

اس میں محمد بن جابر ہے اس پر کثیر کلام ہے یہ فی نفسی صدوق ہے (یعنی عدالت کے اعتبار سے سچا ہے) اسکی کتب صحیح تھیں لیکن اسکا حافظہ خراب تھا

(مجمع الزوائد، برقم:3367)

یہ ہوتی ہے عبارت جس سے بندہ اچھا بھی لگتا ہے استدلال کرتا ہوا کہ اسکا حفظ پر کلام ہے اور اسکی کتب صحیح تھیں

اب صاحب انصاف لوگ امام ابن مدینی کی عبارت اور امام ہیثمی کی عبارت دیکھیں کیا انکے پیر صاحب جو امام بن مدینی کی طرف سے مطلق ثقہ کی توثیق کو رگڑ الگا رہے ہیں کہ جی انہوں نے کتاب کو صحیح کہا تو ثقہ پھر عدالت کے اعتبار سے ہے یہ کتنا علم سے خالی اور سطحی استدلال ہے انکے پیر کا

جبکہ امام مدینی نے کتاب کے صحیح ہونے کا ذکر کس وجہ سے کیا اسکو وہ آگے خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے وہ کتاب لکھی ہے اسکے بیٹے کے طریق سے اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکا بیٹا جو کتاب اپنے والد سے بیان کرتا ہے وہ صحیح ہے اس سے تو احمد بن شبیب کی بھی توثیق بھی ہے کہ اسکا بیٹا اپنے والد سے بھی ثقہ ہے تبھی تو ابن مدینی ان سے لکھ رہے ہیں

ہم بھی پھر قرائن اسی طرح بیان کر کے آپکے باطل استدلال کا رد اچھی طرح کر سکتے ہیں مگر جن کے پاس دلائل ہوں وہ اپنے گھڑ نتوں قیاس بازی نہیں کرتے

****

پیر صاحب کا اگلا بیان:

ان قرائن میں جرح کا مفسر و غیر مفسر ہونا بھی ہے، جرح اگر مفسر ہو گی تو پھر جرح کو مقدم کیا جائے گا، اور موثقین کی توثیق کوئی اہمیت نہیں رکھے گی. اور اگر جرح غیر مفسر ہے تو تعدیل کو مقدم کیا جائے گا.

اسی حوالے سے اپنی سابقہ تحریر میں ہم نے شبیب بن سعید راوی پر گفتگو کی. حدیث توسل میں مذکور موقوف قصہ کے لیے وجہ ضعف ہم نے اسے ہی بنایا. ہمارے نزدیک اس کے حافظے میں کلام جبکہ اس کی کتاب سے روایت کردہ احادیث درست و صحیح ہیں. اس پر بطور دلیل ہم نے امام ابن عدی کو پیش کیا. چونکہ بعض لوگوں نے ابن عدی کو اس جرح میں منفرد اور شاذ بتلایا، سو ان کی تقویت میں اس اعتراض کو رفع کرنے کے لیے ہم نے اپنی مزید تحقیق کے ساتھ امام العلل وامام الجرح والتعدیل شیخ البخاری امام علی بن مدینی اور حافظ ابن رجب کی تائید بھی ذکر کی کہ وہ بھی

شبیب کے متعلق امام ابن عدی والا یہی موقف رکھتے ہیں. یعنی وہ بھی شبیب کی مطلق توثیق کے قائل نہیں.

* * * * * * * * * * * * * *

الجواب (اسد الطحاوی) :

موصوف نے یہاں جرح مفسر میں علی بن مدینی کو بھی شامل کر لیا آخر کیا وجہ کہ ابن مدینی کہتے ہین کہ شبیب ثقہ ہے اصحاب یونس میں سے ہیں تجارت کے سلسلے میں مصر آیا جایا کرتے *** اور **** اسکی کتاب صحیح ہے میں نے اسکو اسکے بیٹے سے بیان کیا ہے

اب عربی عبارت غور سے پڑھیں:

شبيب بن سعيد بصري ثقة كان من أصحاب يونس كان يختلف في تجارة إلى مصر ** و **** كتابه كتاب صحيح قال علي و قد كتبها عن ابنه أحمد بن شبيب.**

یہاں واضح طور پر امام ابن مدینی کتاب کے صحیح ہونے کی توثیق بھی اس لیے کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے خود اس کتاب کو انکے بیٹے کے طریق سے لکھا تھا

اور جو انہوں نے یہ بنیادی رولا ڈالا ہوا ہے کہ جی کتاب کی تصحیح کرنے کی ضرورت کیوں پڑی تو محدثین کتاب کی تصحیح علیحدہ سے بھی کرتے ہیں راوی ثقہ بھی ہو بیشک کیونکہ اسکو جب بیان کیا جاتا ہے اسکے بعد تو کتب میں کوئی تبدیلی یا غلطی کر کے بعض اوقات بیان کر دیتے ہیں

اسکی مثال امام ابن حبان سے پیش کرتے ہیں ایک راوی کے بارے لکھتے ہیں:

و كان أعمى يلحق في كتبه ما ليس من حديثه

ابن حبان نے فرمایا: یہ نابینا ہو گیا تھا، اسکی کتابوں میں وہ چیزیں داخل کر دی گئی جو اسکی حدیث نہیں تھیں اور انہیں چوری کر لیا گیا،

(المجروحین جلد ۲، ص ۲۷۰)

تو معلوم ہوا کہ محدثین راوی کی توثیق کے ساتھ کتب کی توثیق علیحدہ کر دیں تو اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ راوی ضعیف ہے

بلکہ راوی ثقہ یا صدوق ہو تو اسکی کتب بعد میں اور راوی یعنی بیٹا یا پوتا بیان کرے تو کتب کی توثیق کر دیتے ہیں کہ وہ بھی صحیح ہیں

جیسا کہ اوپر مثال پیش کی

لیکن ابن مدینی تو سیدھا سیدھا کہہ رہے ہیں کہ شبیب ثقہ تھا اور اسکی کتب صحیح تھیں انکو میں نے اسکے بیٹے کے طریق سے لکھا

تو اس میں اپنا قیاس ذبردستی گھسیڑ دینا اور یہ توقع کرنا کے انکے مخالف لوگ کھانا نہیں کھاتے یا وہ کتب رجال سے بالکل جاہل ہیں جو یہ صادر فرمائیں گے بس وہی حق ہو گا یا وہ انکے مقلدین کی طرح ہیں جو یہ کہیں گے وہ سبحان اللہ کہتے ہوئے قبول کر لینگے

اور یہ بھی ان پر قرض ہے کہ جرح مفسر کو ثابت کرنے کے اصول اور جرح مفسر کے کلمات بھی پیش کریں

****

پیر صاحب کی اگلی عبارت:

نیز ان کے ساتھ امام بخاری اور ابن حجر کا تعامل بھی بیان کیا کہ چونکہ شبیب کتاب کے علاوہ قلیل الروایۃ واقع ہوئے ہیں۔ اسی لیے ابن حجر نے فتح الباری میں صراحت کے ساتھ اس کے حفظ میں

کلام کا بتلایا، اور امام بخاری نے شبیب کی کتاب سے ہی روایات بیان کیں. پھر اسی طرح حافظ ذہبی سے بھی شبیب کی احادیث میں مناکیر ہونے کی بابت ہم نے تصریحات نقل کیں.

الجواب (اسد الطحاوی)

ابن حجر جنہون نے ہر جگہ شبیب بن سعید کا دفاع کیا مضبوطی سے لیکن انہوں نے اپنے نفس کے آگے ایسے مجبور ہوئے کہ امام ابن حجر کی عبارت کو غلط ترجمہ کرنے اور مفہوم کو الٹنے میں بھی کوئی عار محسوس نہ کی

انہوں نے اپنی پچھلی تصنیف میں ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت کو نقل کر کے جو ترجمہ کیا تھا وہ یہ درج ذئل ہے:

لا بأس بحديثه من رواية ابنه أحمد عنه، لا من رواية ابن وهب

ابن وھب کو چھوڑ کر شبیب سے جب انکا بیٹا احمد بیان کرے تو کوئی حرج نہیں (پیر صاحب کا ترجمہ)

جبکہ پیر صاحب نے ترجمہ میں اچھی خاصی ڈنڈی ماری ہے کیونکہ جو ترجمہ انہوں نے کیا ہے پھر ابن حجر کے آخری الفاظ یہ ہوتی لاباس بحدیثہ من روایتہ ابنہ احمد عنہ، * الا * من روایتہ ابن وھب

لیکن الا کی بجاے امام ابن حجر نے لاہی لکھا ہے

تو ترجمہ یہ ہے:

نہیں ہے حرج شبیب کی روایت میں جب ان سے انکا بیٹا بیان کرے نہ ہی ابن وھب میں

اگر انکے ترجمہ کو ہی مان لیا جائے پھر بھی امام ابن حجر کی گواہی انکے حق میں نہین کیونکہ امام ابن حجر کہتے ہیں جب ان سے انکا بیٹا بیان کرے تو انکی روایت میں کوئی حرج نہیں تو کیا امام ابن حجر نے تقریب میں کہیں یہ لکھا کہ شبیب کی صرف نسخہ والی روایت جب انکا بیٹا بیان کرے پھر کوئی حرج نہیں؟؟؟؟ بلکہ ابن حجر نے مطلق کہا ہے کہ شبیب سے جب اسکا بیٹا روایت کرے تو کوئی حرج نہیں

لیکن چونکہ امام ابن حجر کی یہ بات مان لی جائے تو وہابیہ کے عقیدے پر ضرب پڑتی ہے کیونکہ پھر تو حدیث توسل ثابت ہو جائے گی اس لیے یہ امام ابن حجر کے بھی امام بن جاتے ہیں جیسا کہ انکے البانی صاحب نے امام ابن حجر پر رد کیا ابن حجر کی اس عبارت کو نقل کرتے ہوئے البانی صاحب لکھتے ہیں

فقول الحافظ فی ترجمته من "التقريب": لا بأس بحديثه من رواية ابنه أحمد عنه، لا من رواية ابن وهب فيه نظر، لأنه أوهم أنه لا بأس بحديثه من رواية أحمد مطلقاً، وليس كذلك، بل هذا مقيد بأن يكون من روايته هو عن يونس

(التوسل أنواعه وأحکامہ)

البانی صاحب ابن حجر کی عبارت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں اس میں نظر ہے (یعنی ابن حجر کا یہ کلام صحیح نہیں ہے)

بلکہ اس میں مقید ہے نہ کہ مطلق روایت کرنے میں بلکہ صرف اس شرط کے ساتھ کہ احمد شبیب سے زہری کے نسخے کو بیان کرے

یعنی البانی صاحب تو ابن حجر کے تقریب کے حکم سے بھی راضی نہیں ہے اور پیر صاحب چلے ہیں تقریب کی روایت کو اپنے حق میں استعمال کرنے

اور پھر امام ابن حجر نے تقریب کے اس حکم کو جاری رکھا ہے اور لسان میں بھی یہی فرمایا کہ شبیب پر جو بھی کلام کیا گیا ہے بغیر حجت یعنی دلیل کے کیا گیا ہے تبھی ابن حجر نے شبیب کی توثیق (صح) کے صیغے سے کی ہے

* * * * * * * * * * *

پیر صاحب کی اگلی عبارت:

کہنے کا صرف یہ مقصد ہے کہ اگر بعض ائمہ نے مطلق توثیق کی ہے، تو اس سے آخر درج بالا ان محدثین کی جرح پر کیا فرق پڑ سکتا ہے جنہوں نے شبیب پر جرح مفسر کی ہوئی ہے. بعض لوگ اتنے گئے گذرے ہیں کہ ہم پر بلا وجہ بلا سوچے سمجھے یہ اتہام لگا رہے ہیں (اور ان لوگوں سے اسی کی ہی امید ہے) کہ ہم نے اپنی تحریر میں شبیب کے متعلق توثیقی اقوال درج نہیں کیے. ! خدا کے بندو! ہمارے نزدیک شبیب پر جرح مفسر ثابت ہے، اور اسی وجہ سے ہم نے موقوف قصہ کے غیر ثابت ہونے میں اسے ہی وجہ ضعف اور سبب ضعف کا محور و مرکز بنایا ہے. اس سے یہی ثابت کرنا مقصود تھا کہ جرح مفسر کے مقابلے میں شبیب کی جن ائمہ نے توثیق کی ہے وہ جرح مفسر ہونے کی وجہ سے نا قابل التفات رہی گی. جب ہماری حتمی یہی رائے تھی تو پھر کیا یہ کسی طرح بھی مستحسن ہو سکتا تھا کہ ہم کتابیں کھول کھول کر ائمہ موثقین کو تلاش کرتے پھریں. افسوس ہے!

الجواب (اسد الطحاوی)

یہ جرح مفسر پیر صاحب نے کس غار میں چھپائی ہوئی ہے ہمیں بھی دیدار کرائیں جرح مفسر کا یا ابن عدی کے باطل کلام کو جرح مفسر بنایا ہوا ہے ؟

جسکی حقیقت ہم پچھلی پوسٹ میں عیاں کر چکے ہیں بلکہ خود ابن حجر سے بھی رد پیش کر چکے ہیں

لیکن پیر صاحب کا کہنا ہے کہ جب ہم نے اپنے فاسد قیاس سے ابن مدینی اور ابن عدی کے کلام سے ٹانکے پھلے لگا کر یہ فیصلہ کر چکے کہ اس پر بس جرح مفسر ہے

تو پھر بیشک بقول پیر صاحب شبیب کی توثیق

امام ابو زرعہ

امام ابی حاتم

مام الذھلی

امام نسائی

امام دار قطنی

امام حاکم

امام ذھبی

امام ابن حجر

امام ہیثمی

امام مندیری

امام ابو یوسف الصالحی

غرض کوئی بھی کرتا ہے لیکن یہ سب پیر صاحب والا فہم تھوڑی نہ رکھتے ہیں بلکہ یہ تو ایویں علل کے امام مشہور ہیں اصل ظہور تو علل کے امام کا پاکستان میں ہوا اور ہم کو اللہ نے سعادت بخشی کے انکے دور میں جی رہے ہیں اور انکا فہم یہ ہے کہ اللہ نے انکو اس بات سے آزاد کر دیا کہ یہ ائمہ علل کی کتب کھول کر دیکھ سکیں کیونکہ جو سوچ انہوں نے اپنے دماغ میں پیدا کر لی اب کیا ضرورت کسی کی

یعنی اپنی مرضی سے جرح مفسر گڑھ لی پھر اسکو تھونپ دیا اور پھر ائمہ علل کی مطلق توثیق کو انہوں نے جوتے کی نوک پر رکھ لیا

تو پیر صاحب کا یہ قیاس انکو اور انکے مریدون کو مبارک ہو لیکن ہم یہاں ائمہ حدیث اور ناقدین سے بات کرتے ہیں اور انہی کے منہج پر روایت پر تبصرہ کرتے ہیں جس میں انکے پیر صاحب کی

کوئی حیثیت ہی نہیں کہ ائمہ علل کو رد کریں اگر کرتے ہیں تو کرتے رہیں پھر ہم سے یہ بات کرنے کے اہل ہی نہیں جب یہ ائمہ علل کی توثیق کو در کرنے بیٹھ گئے ہیں

****

پیر صاحب کی اگلی عبارت:

جب مطلق توثیق کرنے والے ائمہ کی توثیق، جرح مفسر کے آگے مقبول ہی نہیں تو پھر آخر انہیں ہم درج ہی کیوں کریں. ویسے مجھے آخر ان موثقین کے توثیقی اقوال درج نہ کرنے سے فائدہ کیا حاصل ہو سکتا تھا جو انہیں لازما تحریر میں درج کیا جاتا.

بات یہ ہے کہ میں نے صرف اقوال توثیقی ہی نہیں بلکہ شبیب کے متعلق دیگر اقوال جرح بھی ذکر نہیں کیے. مثلا مضعفین میں امام ابن بشکوال، امام ابن دقیق العید وغیرہ بھی ہیں. ابن بشکوال کی جرح تو بڑی سخت ہے. لیکن ہم نے ان سب جرحوں کو رہنے دیا. اس لیے کہ ہمارا اصل مدعا و محور طے شدہ امر پر تھا. یعنی شبیب پر مفسر جرح کا ہونا. سو کوشش کر کے ہم نے اسی پر ہی توجہ مرکوز رکھی. ویسے شبیب کے متعلق وارد ائمہ کے توثیقی اقوال چھپا کر ہمیں آخر کیا مل سکتا ہے کہ لوگ آپے سے باہر آکر ہم پر بہتان بازی، طعن و تشنیع اور برے انداز میں گفتگو جاری رکھے ہوئیں. سچ تو یہ ہے کہ ان حضرات کو تحقیق سے کچھ بھی مس نہیں. انہیں معلوم ہی نہیں کہ جرح

وتعدیل کا انداز اور اصول کیا ہوتے ہیں. غفلت ان کی اپنی. الزام ہم پر لگایا جا رہا ہے. کسے نے سچ کہا ہے: اذا تکلم الرجل فی غیر فنہ اتی بعجائب". آدمی اپنے فن کے علاوہ دوسرے کسی فن پر لب کشائی کرے گا تو عجیب عجیب چیزوں کا مرتکب ہو گا"

الجواب (اسد الطحاوی)

عرض یہ ہے کہ پیر صاحب نے شبیب بن سعید پر جرح مفسر ثابت کی ؟؟؟

کثیر الوھم، کثیر الخطاء، سئ الحفظ، ضعیف جدا، فیہ نظر

ان میں سے کونسے کلمات جرح پیش کیے ؟؟؟؟؟؟؟

جب انکے پاس جرح مفسر کے صریح الفاظ ہی نہیں بلکہ ابن عدی کی غیر ثابت جرح اور ابن مدینی کے آدھے ادھورے قول ہیں جو کہ ہماری دلیل ہے

تو پھر انکو اصولا سارے ائمہ ناقدین سے شبیب بن سعید پر تفصیل پیش کرنی تھی تاکہ لوگوں کو بھی معلوم ہوتا کہ جن عبارات سے یہ اپنا قیاس پیش کر رہے ہیں کیا اسکی جھلک کسی علل کے امام سے بھی ثابت ہے یا نہیں ؟ کیا کوئی متقدمین سے علل کا ناقد انکے فہم کی موافقت کرتا ہے ؟

لیکن انہوں نے اب یہ بہانا بنالیا کہ جی ہم بس علی بن دینی اور ابن عدی کے کلام سے جب جرح مفسر نکال لی ہے غوطہ ظن ہو کر اب ہم کسی کے محتاج نہیں کہ کسی اور امام کے رائے کی طرف توجہ کریں

تو ایسی سوچ بندے کی اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنی عقل کو عقل کل سمجھ لے

* * * * * * * * * * *

پیر صاحب اپنی سارے قیاس جسکی کوئی دلیل نہیں اسکا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

خلاصہ کلام

!یہ کہ شبیب پر امام علی بن مدینی، امام ابن عدی، امام ابن رجب، حافظ ابن حجر کی جرح مفسر موجود ہے۔ نیز امام بخاری کا بھی یہی تعامل معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ ائمہ موثقین کا بھی یہی موقف ہو۔ کیونکہ شبیب جب کتاب کے علاوہ قلیل الروایۃ ہے۔ اوراس کے باوجود وہ اوہام کا شکار ہے، تو ایسی صورت یعنی قلت روایت کے باوصف اوہام کا واقع ہونا حافظے کی کمزوری نہیں

تو اور کیا ہے. لہذا بعید نہیں کہ ائمہ موثقین نے بھی شبیب کی توثیق اس کی کتاب کے صحیح ہونے کی وجہ سے ہی کی ہو. پھر تو ان حضرات کے لیے یہ ائمہ موثقین بھی کسی کام نہیں آ سکیں

الجواب (اسد الطحاوی)

خلاصہ میں وہی ابن مدینی اور ابن عدی کے کلام کو سر پر رکھ کر ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے جسکی حقیقت ہم پچھلی پوسٹ میں دلائل کے ساتھ

اور اوپر بھی بیان کر آئے لیکن مجھے لگتا ہے یہ ہماری تحریر کو پڑھتے ہی نہیں یا انکا حفظ ماشاء اللہ اتنا زبردست ہے کہ قیاس کر کر کے جب لکھنے بیٹھتے ہیں تو مخالف کے دلائل ہی بھول جاتے ہیں

اب انکے آخری الفاظ غور طلب ہیں جیسا کہ:

۱، بلکہ ممکن ہے

۲، موثقین کا بھی یہی موقف ہو

۳، موثقین نے بھی شبیب کی توثیق اس کی کتاب کے صحیح ہونے کی وجہ سے ہی کی ہو

یعنی انکی جھولی میں بس یہی کلام ہے ہو سکتا ہے یا ممکن ہے کہ فلاں ہو، اور موثقین نے فلاں وجہ سے توثیق کی ہو، یا شاید موثقین کا بھی یہی موقف ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو یہ قیاس انکے ہے کہ شاید یوں ہو، یہ ہو، حقیقت میں علم رجال میں ایسا نہیں چلتا ہے

علم رجال میں محدثین کے اقوالات پر فیصلہ ہوتا ہے

غیر کے مقلدین کے پیر صاحب سے بھی بڑے انکے ایک محدث ہیں جنکو یہ شیخ الاسلام کہتے نہیں تھکتے یعنی علامہ ابن تیمیہ:

انکا فیصلہ بھی دیکھ لیں وہ شبیب بن سعید کے بارے فرماتے ہیں

وشبیب ھذا صدوق

(قاعدة جلیلة فی التوسل والوسیلة)

یعنی انکے شیخ الاسلام بھی انکو صدوق درجے کا کم از کم تسلیم کرتے تھے لیکن یہ تو شیخ الاسلام سے اگلے لیول پر ہیں اجتیہاد میں

علامہ ابن تیمیہ نے بھی سارا زور ابن عدی کے کلام پر لگایا تھا جسکی کوئی حیثیت نہیں علمی میدان میں

لیکن راشدی صاحب نے تو اس راوی کو مجروح قرار دیا ہے جرح مفسر کے ثابت ہونے کی صورت میں تو لگتا یوں ہے کہ علامہ ابن تیمیہ بھی رجال میں تشدد کے باوجود اس راوی پر خطاء کھا گئے کیونکہ پیر صاحب تو پیر صاحب ہیں انکا حکم کیسے غلط ہو سکتا ہے راوی پر

آخر میں وہی بات کہونگا جو پہلے بولی تھی تعصب، ضد، نفس پرستی انسان کی تحقیق کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور انسان اپنے من پسند موقف کو ثابت کرنے کے لیے ایسے ہی لکھتا ہے جیسے پیر صاحب کی تحریر کا نمونہ آپ دیکھ چکے ہیں

دعاگو: اسد الطحاوی الحنفی البریلوی